رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلاً

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس
حاضر باشد یا بادی ✤ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر
مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور
مسمّیٰ بہ

الہادی

جلد ۱	بابتہ ماہ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ	نمبر ۳

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حاضر و بادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی
و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ
و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی
یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی
در مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی ارزند کا نور بر صحیح رسیمگردد

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقتصر ہہنا بالکتاب لعدم قضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابتہ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ

جو

بہ برکت دعا، حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب فی التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولنٰا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حضرت مولنٰا مولوی شاہ اشرفعلی صاحب مدظلہ	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	″	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	″	۲۵
۵	التشرف بمعرفتہ احادیث التصوف	حدیث	″	۳۳

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ مع ٹائیٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے۔ اور قیمت سالانہ ع۲ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں سالانہ وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اور دو آنہ خرچ وی۔ پی کا اضافہ کرکے ع۲/ کا وی۔ پی روانہ ہوگا۔ جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ ع۲/ میں پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے۔ ان کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

راقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

صدقہ ہو جاتا ہے (دیکھو نیت صادق اور اخلاص کی برکت پیر پھیلا کر سوئے اور تہجد گذار لکھا جائے)
اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے عمدہ اسناد سے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے ابو ذر یا
ابو ورداسے بطور شک کے روایت کیا ہے۔

مصنف امام منذری فرماتے ہیں انشاء اللہ اس قسم کی احادیث متفرق طور پر اس کتاب
کے چند بابون مین آئینگے۔

ترہیب ریا وغیرہ سے اور جو شخص کہ ریا سے اندیشہ کرتا ہو سکو کیا پڑھنا چاہئے

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔
فرماتے تھے جن لوگوں پر بروز قیامت حکم نافذ ہوگا اُن مین سے پہلا وہ شخص ہوگا کہ جہاد مین شریک ہو کر شہید
ہوا ہوگا اوسکو حاضر کیا جائیگا اسکو اللہ پاک اپنی نعمتیں جتلائے گا وہ ان سب کا معترف ہوگا۔ پھر
فرمائیگا تو نے اون میں (بطور شکریہ) کیا عمل کیا وہ عرض کریگا مین نے جناب کے (دین کے) بارہ
مین جہاد کیا یہانتک کہ میں شہید ہو گیا (اللہ پاک) فرمائینگے تو نے جھوٹ بولا تو نے تو اسواسطے
جہاد کیا تھا کہ مشہور ہو کہ فلان بڑا بہادر ہے (ہماری رضامندی کے واسطے نہین کیا) سو مشہور ہو گیا پھر
حکم نافذ ہوگا اور مونہہ کے بل کھینچا جائیگا یہانتک کہ دوزخ مین ڈالدیا جائیگا اور ایک وہ شخص ہوگا کہ
اوسنے علم دین پڑہا اور پڑہایا ہوگا اور قرآن شریف کی تلاوت کی ہوگی اوسکو لایا جائیگا اور اوسکو
اپنی نعمتیں جتلائیگا وہ اقرار کریگا سوال ہوگا تو نے اون نعمتون مین کیا عمل کیا کہیگا مین نے علم دین
پڑہا اور پڑہایا اور تیرے بارہ مین قرآن شریف کی تلاوت کی فرمائینگے تو جھوٹا ہے تو نے تو اسواسطے
پڑہا تہا تاکہ مشہور ہو کہ عالم ہے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتا تہا تاکہ مشہور ہو کہ قاری ہے سو مشہور
ہو گیا پھر حکم صادر ہوگا اور مونہہ کے بل کھینچکر دوزخ میں ڈالدیا جائیگا اور ایک شخص ہوگا کہ پروردگار
نے اسکو وسعت دی ہوگی اور ہر قسم کے مال دیئے ہونگے اسکو لایا جائیگا اسکو بھی اپنی نعمتین جتلائینگے
وہ بھی سب کا مقر ہوگا اوس سے بھی سوال ہوگا کہ تو نے اوس مین کیا کام کیا وہ کہے گا میں نے کوئی
ایسا راستہ نہین چھوڑا کہ تو اوس میں خرچ کرنا پسند کرتا ہو مگر تیری (رضا جوئی کے) واسطے خرچ کیا۔
فرمائیگا تو جھوٹا ہے تو نے تو اس لئے خرچ کیا تھا کہ سخی مشہور ہو پس ہو گیا پھر حکم ہوگا اور مونہہ کے بل

کھینچکر دوزخ مین ڈالدیا جائیگا اس حدیث کو مسلم نسائی ترمذی نے روایت کیا ہے۔
شفی اصبحی نے بیان کیا ہے وہ مدینہ منورہ مین داخل ہوئے اچانک ایک صاحب کو دیکھا کہ
اونکی خدمت مین ایک مجمع ہورہا تھا دریافت کیا یہ کون صاحب ہیں حاضرین نے کہا ابوہریرہ ہیں
مین اونکے قریب ہوا یہانتک کہ اونکے سامنے جابیٹھا وہ حاضرین کو حدیث سُنارہے تھے جب وہ
خاموش ہوئے اور تنہا رہ گئے تو مین نے عرض کیا کہ مین بطفیل حق جل وعلے جناب سے سوال کرتا
ہون آپ کو حق جل وعلے کی قسم ہے ایک ایسی حدیث مجھکو سُنا دیجئے کہ آپ نے اسکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور سمجھا بوجھا ہو فرمایا مین ایسا کرونگا مین تم سے ایسی حدیث بیان کرونگا جسکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمائی ہے اور مین نے اسکو سمجھا بوجھا ہے پھر
انھون نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ بیہوش ہوگئے ہم نے ذرا توقف کیا یہانتک کہ انہوں نے افاقہ پایا
اور فرمایا کہ مین ضرور تم کو ایسی حدیث سُناؤنگا جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اسی مکان میں
بیان فرمائی تھی میرے اور آپ کے سوا اور کوئی ہمارے پاس نہ تھا پھر ابوہریرہ نے ایک اور سخت
نعرہ مارا پھر ہوش میں آئے اور اپنے چہرہ کو پوچھا پھر فرمایا مین (سوال پورا) کرونگا واللہ مین
ضرور تم سے ایسی حدیث بیان کرونگا کہ مجھسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا مین اور
جناب اسی مکان مین تھے سوا میرے اور جناب کے کوئی اور نہ تھا پھر بڑا سخت نعرہ مارا پھر اپنے چہرہ
پر گرتے ہوئے جھکنے لگے مین بہت دیر تک انکو سہارا لگائے سنبھالے رہا پھر افاقہ پایا پھر کہا مجھسے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالے جب قیامت کا دن ہوگا بندوں
پر نزول فرمائینگے تاکہ اونکے درمیان میں فیصلہ فرمائے اور تمام امتیں اپنے زانوون پر بیٹھی ہونگی۔
(یعنی بے چین اور پریشان ہونگے) پس اول جسکو بلایا جاویگا وہ حافظ قرآن اور شہید فی سبیل اللہ
اور تونگر ہونگے پھر اللہ جل جدہ قاری سے فرمائینگے کہ میں نے تجھکو علم نہیں دیا تھا اوسکا جو کچھ اپنے
رسول پر نازل فرمایا تھا وہ کہیگا بیشک اے پروردگار فرمائینگے پھر جو کچھ میں نے تجھکو سکھلایا تھا اوسمین
تونے کیا عمل کیا عرض کریگا مین رات دن کی ساعتون مین نماز مین پڑہا کرتا تھا اللہ عزوجل ارشاد
فرمائینگے تونے جھوٹ بولا اور اسکو فرشتے بھی کہینگے تونے جھوٹ بولا اور اللہ پاک ارشاد فرمائینگے بلکہ
تیری تو یہ نیت تھی کہ مین قاری کہلایا جاؤن اور یہ شہرہ ہوگیا اور مالدار لایا جائیگا اوس سے اللہ تعالے

١٨

فرمائیگا کیا مین نے تجھکو اتنی وسعت دیکر اس قابل نہین کر چھوڑا کہ توکسی کا محتاج نہو عرض کرے گا بیشک اے پروردگار فرمائیگا پھر جو کچھ ہم نے تجھکو دیا اوس مین توتے کیا کام (ہمارے لئے) کیا وہ عرض کریگا کہ مین رشتہ دارون کے ساتھ سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا اللہ پاک فرمائینگے تونے جھوٹ بولا اور فرشتے بھی کہینگے تو نے جھوٹ بولا اور اللہ تعالے فرمائینگے بلکہ تونے تو اس غرض سے کیا تھا کہ مشہور ہو کہ فلانا بڑا سخی ہے سو مشہور ہو گیا۔ اور اوس شخص کو بلایا جائیگا جو جہاد مین قتل کیا گیا اوس سے اللہ پاک فرمائینگے تو کس بارہ مین قتل کیا گیا وہ عرض کریگا پروردگار مجھکو تیرے بارہ میں جہاد کرنے کا حکم کیا گیا تھا پس مین خوب لڑا یہانتک کہ قتل کیا گیا اللہ تعالے اوسکو فرمائیگا تو جھوٹ بکتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے اور اللہ تعالے فرمائیگا بلکہ تونے یہ چاہا تھا کہ بہادر مشہور ہون پس مشہور ہو گیا پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنہ پر دست مبارک مارا اور فرمایا اے ابوہریرہ یہ تینوں شخص خدا اے پاک کی مخلوق مین سے وہ لوگ ہین کہ اول ان پر دوزخ بھڑکائی جائے گی قیامت کے دن۔ ولید ابو عثمان مدنی نے کہا کہ مجھکو عقبہ نے خبر دی کہ یہ شفی وہی شخص ہے جس نے حضرت معاویہ کے پاس جاکر یہ حدیث بیان کی تھی اور ولید نے یہ بھی بیان کیا علاء بن ابی حکیم حضرت معاویہ کا جلاد تہا اوس نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر حضرت ابوہریرہ سے نقل کرکر یہ حدیث بیان کی تو حضرت معاویہ نے کہا کہ ان لوگون کے ساتھہ تو ایسا کیا گیا پھر اور باقی آدمیوں کے ساتھ کیا کچھ ہوگا پھر حضرت معاویہ ایسے سخت روئے کہ ہم نے گمان کیا بس حضرت معاویہ ہلاک ہو جاوینگے اور ہم کہنے لگے یہ شخص تو ہمارے پاس شر لیکر آیا پھر حضرت معاویہ نے افاقہ پایا اور اپنا چہرہ پونچھا اور کہا درست فرمایا اللہ اور اسکے رسول نے جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی زندگانی اور اسکی زینت کا ہم اسکے اعمال کا پورا اجر دنیا ہی میں دیدیتے ہین اور وہ دنیا مین خسارہ نہین دئے جاتے وہی وہ لوگ ہیں کہ اونکے واسطے آخرت مین بجز آگ کے کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ وہان سب بیکار رہے اور جو کچھ وہ کرتے تھے سب باطل ہے اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین بیان کیا ہے۔

ف یہ دونوں حدیثیں نہایت جائے عبرت ہیں دنیا مین یہ تینون عمل جملہ اعمال مین اعلے درجہ کے ہین باوجود اسکے صرف دنیا کی ناموری کے خیال کی وجہ سے ایسے ہوگئے کہ انکے کرنے والے

مستحق دوزخ مین سب سے اول داخل ہونے کے ہو گئے پھر اونکا کیا حال ہو گا جنھون نے علاوہ شہرت کے ذریعہ معاش بھی بنا رکھا ہو۔ اعاذنا اللہ بفضلہ ومنہ ورزقنا الاخلاص فی العمل امین ثم امین۔

اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہتے ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو غزوہ اور جہاد کی کیفیت کی خبر دیجئے ارشاد فرمایا اے عبداللہ بن عمرو اگر تونے صابر رہکر اجر اُخروی کا امیدوار ہو کر جہاد کیا تو تجھکو صابر اور امیدوار اجر ہی بناکر روز محشر اٹھائیں گے اور اگر تونے جہاد کیا ریا اور کثرت مال کے واسطے تو اللہ پاک ریاکار اور طالب مال ہی بناکر اٹھائینگے اے عبداللہ بن عمرو جس حال اور نیت پر تو جہاد کریگا اور قتل کیا جائیگا اللہ تعالے تجھکو اسی حال پر اٹھائینگے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حافظ منذری فرماتے ہین اس قبیل سے کتاب الجہاد مین اور حدیثیں بھی آوینگی۔

اور حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کو خوشخبری دیدو بلندی اور دین اور رفعت شان اور زمین مین بااختیار ہونے کی بس اون میں سے جو کوئی دین کا کام دنیا کے واسطے کریگا اوسکو آخرت مین کچھ حصہ نہ ہو گا اس حدیث کو حاکم اور ابن حبان اور احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے۔ ف جو لوگ اپنی میتوں کے ثواب رسانی کے واسطے جو صدقہ خیرات کرتے ہین اور اون میں دنیوی امورات نیکنامی بدنامی وغیرہ کا خیال کرتے ہیں اور دنیا کی شرم کے واسطے پابندی رسوم کی کرتے ہیں کہتے ہین کہ جب تیجہ چالیسوان دسوان بیسوان نہ کرینگے تو ہم کو دنیا کیا کہے گی یہ حدیث شریف صاف بتارہی ہے کہ انکو اس عمل کا آخرت مین کچھ حصہ نہیں ہے اور جب وہ اس کام پر خود مستحق ثواب کے نہ ہوئے تو مردہ کو کیا پہنچاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے مردہ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ لازم ہے کہ ایصال ثواب کے واسطے جو عمل بھی کیا جائے نہایت احتیاط سے موافق قواعد شرعیہ کے اخلاص کے ساتھ کیا جائے تاکہ مردہ کو اوسکا ثواب پہنچے نیز اپنے امورات خیر مین بھی نہایت احتیاط لازم ہے تاکہ سعی بیکار اور رائگان نہ جاوے اور اسی مضمون کو آیندہ حدیث نہایت واضح طور پر بتارہی ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کسی موقعہ پر (میدان جنگ وغیرہ کے) کھڑا ہوں خدائے پاک

۲۰

کی رضا کا ارادہ کرکر اور یہ بھی ارادہ ہوتا ہے کہ میرا مرتبہ بھی ظاہر ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا یہانتک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فمن کان یرجو لقاء اللہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ ترجمہ پس جو شخص اللہ کے ملنے کی اُمید رکھتا ہو لازم ہو کہ نیک عمل کری اور اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک نہ کرے۔ ف سائل کا جواب یہ ہوا کہ ارادہ اظہار مرتبہ کا بھی حکم شرک کا رکھتا ہے بس معلوم ہوا کہ عبادہ کی مقبولیۃ کے واسطے یہ شرط ہے کہ بجز رضاء مولا کچھ مطلوب نہ ہو۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اور بخاری مسلم کے شرائط پر صحیح کہا ہے۔

اور ابو ہند داری سے روایت ہے انھون نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے ہین جو شخص کسی نام نمود کے موقعہ پر کھڑا ہوا اللہ تعالے اسکو بروز قیامت تمام لوگو نکو دکھا کر سنا ئے گا۔ یعنی خوب فضیحت کریگا (کہ فلان نے فلان عمل لوگوں کے دکھانے سُنانے کے لئے کیا تھا اس سے بڑھکر کیا رسوائی ہوگی) اس حدیث کو امام احمد نے جید سند کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے توان لفظون کے ساتھ روایت کیا ہے فقد برئ من اللہ یعنی اللہ سے بری ہوگیا۔ اعاذنا اللہ منہا۔

اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہین میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس نے اپنے عمل کو لوگون مین شہرت دی اللہ تعالے تمام خلائق کے کانون میں سُنائے گا (اور شہرت دیگا) اور اسکو ذلیل اور حقیر فرمائے گا۔ اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں چند سندون کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جن مین ایک سند صحیح مرتبہ کی ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

اور جندب بن عبد اللہ سے بخاری اور مسلم نے بھی اسی مضمون کی حدیث بیان کی ہے عبارت مین تغیر ہے اور طبرانی نے عوف بن مالک اشجعی اور معاذ بن جبل سے سند حسن کے ساتھ یہی مضمون روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا جس شخص نے اپنے اعمال مین سے کچھ لوگو نکو دکہلایا (یعنی دکھلاوے کے واسطے کیا) اللہ تعالے بروز قیامت اوس عمل کو اوسکے سپرد فرماوینگے اور فرمائینگے دیکھہ یہ کچھ دفع کرتا ہے یا نہیں اسکو بیہقی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخر زمانہ مین کچھ آدمی نکلینگے جو دنیا کو دین کے ساتھ فریب دینگے لوگون کے دکہانے کو بھیڑون کے چمڑے

۲۱

براہ انکساری پہنینگے اونکی زبانیں شہد سے زیادہ شیرین ہونگی اور انکے دل بھیڑیوں کے سے ہونگے
اللہ تعالے فرمائینگے کیا یہ لوگ میری رحمت کی بنا پر دہوکہ میں آگئے یا مجھ پر جراٗت کرتے ہیں۔ پس
میں بھی اپنی ہی قسم کہاتا ہوں میں ان پر انھیں میں سے ایسا فتنہ بھیجونگا کہ عقلمند کو حیران کر چھوڑے
اس حدیث کو ترمذی نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جس شخص نے لوگون کے دیکہنے کے موقع پر نماز کو خوب درست کر کے پڑہا اور خلوت میں
اسکو خراب کیا یہ اسکی ذلت کا سامان ہے اسکو پروردگار اوس نماز کی وجہ سے ذلیل فرمائینگے۔ اسکو
عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اور ابو یعلےٰ نے روایت کیا ہے اور ابن جریر طبری نے مرفوع
اور موقوف دونون طریق پر روایت کیا ہے اور موقوف کو ترجیح دی ہے۔

اور شداد بن اوس سے روایت ہے انہون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا فرماتے تھے جس کسی نے لوگون کے دکہانے کے واسطے روزہ رکہا بیشک اوسنے شرک کیا
اور جس نے لوگون کے دکہانے کو نماز پڑہی اوسنے شرک کیا اور جس نے لوگونکے دکہانیکو خیرات
کی اوسنے بھی شرک کیا اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ یہ حدیث تمام آویگی۔

اور ربیح بن عبدالرحمٰن بن سعید الخدری نے اپنے والد سے اور انہون نے اونکے دادا
سے روایت کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے ایسی حالت میں کہ ہم
لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے فرمایا میں کیا تم کو ایسی بات کی خبر نہ دون کہ جو میرے نزدیک
وہ تمہارے حق مین مسیح دجال سے زیادہ خوفناک ہے ہم نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ۔ فرمایا
چھپا ہوا شرک وہ یہ ہے کہ کہڑے ہوکر نماز پڑہے خوب سنوار کر اسوجہ سے کہ دیکہتا ہے کسی شخص کو
کہ وہ دیکہہ رہا ہے اسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مسجد میں تشریف
لائے حضرت معاذ کو دیکہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک کے پاس رو رہے
ہین دریافت کیا کیوں روتے ہو کہا ایک حدیث مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی
تھی فرماتے تھے ذرا سی ریا بھی شرک ہے اور جس شخص نے اولیاء اللہ سے عداوت کی وہ اللہ سے

۲۲

لڑنے کو آمادہ ہوا بیشک اللہ تعالےٰ اون نیکوکارون پرہیزگارون چھپے ہوؤنکو دوست رکھتا ہے جو نظر سے غائب ہوجائین تلاش نہ کئے جائین اور اگر حاضر ہوجائین شناخت نہ کئے جائین اونکے دل ہدایت کے چراغ ہین ہر خاک آلود اندھیری جنگلون سے نکلتے ہین (یعنی چھپے ہوئے بے نام و نشان رہتے ہین) اسکو ابن ماجہ حاکم بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

اور محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن باتوں سے مین تم لوگوں پر ڈرتا ہوں اون سب مین زیادہ خوفناک چھوٹا شرک ہے اصحاب نے عرض کیا اور چھوٹا شرک کیا ہے یارسول اللہ فرمایا ریا جب لوگون کو اپنے اپنے اعمال کی جزا ثواب دیئے جائینگے اللہ تعالےٰ (ریاکارون کو) فرمائیگا اون لوگون کے پاس جاؤ جنکو دنیا میں اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے دیکھو کچھ اونکے پاس جزا پاتے ہو یا نہیں) اسکو احمد اور ابن الدنیا اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ف محمود بن لبید صحابی ہین اس مین اختلاف ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سننا ثابت ہے یا نہیں اس بنا پر یہ حدیث بعض کے نزدیک مرسل ہے۔

اور ابو سعید ابن فضالہ سے مروی ہے یہ صحابی ہیں کہتے ہین میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جب اللہ تعالےٰ بروز قیامت اوس دن جس میں کچھ شک نہیں ہے پہلون پچھلونکو جمع فرمائیگا منادی اعلان کریگا جس نے اپنے عمل مین اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کیا اوسکو چاہیے اوس عمل کا اجر اوس شریک ہی کے پاس ڈھونڈے کیونکہ اللہ تعالےٰ تمام شرکا سے زیادہ شرکت سے مستغنی ہے (یعنی اللہ تعالےٰ اوس عمل کو نہیں قبول فرمائینگے) اسکو ترمذی ابن ماجہ ابن حبان بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور ابوہریرۃؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہین مین جملہ شرکا سے زیادہ شرکت سے لاپرواہ ہون لہٰذا جس نے میرے واسطے کوئی عمل کیا اور اوس عمل مین میرے سوا کسی اور کو بھی شریک کرلیا میں اوس عمل سے بری ہوں وہ اسی کے واسطے ہے جسکو اوس نے شریک کیا ہے ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور ابن ماجہ کے راوی سب ثقہ ہیں۔

اور شہر بن حوشب عبدالرحمن ابن غنم سے روایت کرتے ہیں عبدالرحمن کہتے ہیں جب مین

جابیہ (ایک شہر ہے) کی مسجد میں داخل ہوا تو ہم نے عبادۃ بن صامت صحابی سے ملاقات کی انہون نے میرے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ میں اور ابو درداء رض صحابی کے بائیں ہاتھ کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیا پھر آہستہ باتین کرتے ہوئے مسجد سے چلے یہ اللہ جانتا ہے کہ ہم کیا باتیں کرتے تھے پھر حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا واللہ اگر تم مین سے کسی کی یا تم دونون کی عمر دراز ہوئے تو جلد دیکھوگے مسلمانون کے درمیان کسی آدمی کو کہ قرآن شریف پڑھے گا اور دہرائیگا اور اوسکے مضامین پر مطلع ہوگا اور اوسکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کہے گا اور اسکے مقامات تحقیق میں خوب بحث کریگا (یعنے عالم محقق مفتی زمانہ ہوگا) اوس تمام علم مین سے نہیں نمٹیگا مگر مروے گدہے کے سر کی طرح (یعنی اوس سے کچھ نتیجہ دینی حاصل نہ کریگا اور مردہ گدہے کیطرح اوسکے دل مین وہ علم کچھ اثر نہ کریگا) عبدالرحمن کہتے ہین ہم اسی حالت مین تھے کہ یکایک حضرت شداد بن اوس اور حضرت عوف ابن مالک تشریف فرما ہوئے اور حضرت عبادہ کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت شداد فرمانے لگے اے لوگو سب سے زیادہ خوفناک تم لوگون کے حق میں وہ امر ہے جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ پوشیدہ خواہش اور شرک ہے حضرت عبادہ اور ابودرداء نے فرمایا۔ اللہ تیری مغفرت کرے اور کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ حدیث نہیں فرمایا کرتے تھے شیطان جزیرہ عرب میں اپنی پرستش (یعنے شرک) سے مایوس ہوگیا ہے البتہ پوشیدہ شہوت کو ہم سمجھ گئے وہ دنیا کی محبت ہے عورتین اور اونکے خواہشات وغیرہ۔ یہ شرک کون ہے جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو۔ اے شداد حضرت شداد نے فرمایا کیا تم نہین جانتے اگر تم کسیکو دیکھو کہ وہ کسی شخص کے لحاظ سے نماز پڑھتا ہے اور کسی شخص کی وجہ سے روزہ رکھتا ہے یا کسی کے دکھانے کو خیرات کرتا ہے ضرور ہے کہ اوس نے شرک کیا۔ حضرت عوف بن مالک نے فرمایا کیا اللہ تعالے ایسی عنایت نہیں فرمائینگے کہ جس عمل میں ان کی رضا مطلوب ہو اس سے جو مقدار کہ خالص لوجہ اللہ ہو اسکو قبول فرمالیں اور جو آمیزش شرک کی ہو اوسکو چھوڑ دین اوسوقت حضرت شداد نے فرمایا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے میں بہتر حصہ دار ہوں اوس شخص کے واسطے جو میرے ساتھ شریک کیا گیا جس نے میرے ساتھ کسی شئے کو شریک کیا میں اسکی ذات اور عمل اور تھوڑے اور بہت کو سبکو اوس شریک کیواسطے کردیتا ہون جسکو اوس نے میرے ساتھ شریک کیا ہے۔

۲۴

(باقی آیندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا آٹھواں وعظ

مسمّٰے بہ

اخیر عشرہ کے احکام

منتخب از وعظ ششم دعوات عبدیت

حصّہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلے اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان ٥ (ترجمہ) رمضان شریف کا مہینہ ایسا ہے کہ اُس میں قرآن شریف اُتار اگیا ہے جو کہ آدمیوں کے لئے ہدایت ہے اور دلیل ہے ہدایت کی جو کہ حق اور باطل مین تمیز دینے والی ہے۔

اسکے متعلق یہ مضمون ہین۔

(۱) یہ ایک آیۃ کا ٹکڑا ہے اس آیۃ مین خداتعالےٰ نے رمضان کی ایک خوبی بیان

کی ہے پہلے جمعہ مین رمضان شریف کے ضروری ضروری حق بیان ہو چکے ہیں۔ آج کے وعظ
مین صرف اخیر کے دس دن ہی کے حالات بیان ہونگے گو اس آیت کو ظاہر میں اخیر کے دس
دن سے کچھ تعلق نہیں لیکن سوچنے سے معلوم ہو جائیگا کہ اس آیت مین جو خوبی بیان ہوئی ہے
وہ اصل مین ان ہی دس دنونکی ہے فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ ایسا مبارک ہے کہ اوس میں
ہم نے قرآن شریف اتارا ہے۔ سو اس آیت سے صرف اسقدر معلوم ہوا کہ رمضان مین قرآن شریف
اترا ہے لیکن ظاہر ہے کہ رمضان پورے تیس دن کا نام ہے اور اس آیت سے یہ پتہ نہیں چلتا
کہ اس تیس دن میں سے کونسے حصہ میں اترا ہے لیکن اگر ہم اس کے ساتھ دوسری آیت کو بھی
ملالیں تو دونوں کے ملانے سے وہ حصہ بھی معلوم ہو جائیگا جسمیں کہ اتار اگیا ہے سو دوسری آیت
مین فرماتے ہین کہ ہم نے اسکو شب قدر مین اتارا ہے۔ پس ان دونوں آیتوں سے یہ بات معلوم
ہوگئی کہ قرآن شریف رمضان کی شب قدر میں اترا ہے اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر
اخیر کے دس دنون مین ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن شریف رمضان کے آخری دس دنونمیں
اترا ہے۔ پس اس آیت سے اخیر کے دس دنون کی بہت بڑی خوبی معلوم ہوگئی کہ اوسمیں قرآن ۲
شریف اتار اگیا ہے کیونکہ قرآن کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس لئے جس زمانہ میں وہ اترا ہوگا وہ
زمانہ بھی مبارک ہوگا۔ اسکی قدر کوئی عاشقوں کے دل سے پوچھے کہ جس زمانہ میں اونکو محبوب کا
کوئی خط ملجاتا ہے وہ زمانہ اونکے نزدیک کسقدر عزیز ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی کلام خداوندی ہی
اور خدا تعالے محبوب حقیقی ہے پس وہ زمانہ جس میں محبوب حقیقی کا کلام اترا ہے خدا کے عاشقونکو
کیون عزیز اور مبارک نہو گا۔ جس دن کے اندر کوئی بڑی چیز میسر ہو جاوے وہ دن بھی عزیز ہوتا ہی
اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جس زمانہ میں بھی عزت اور برکت ہے وہ اسی وجہ سے
ہے کہ اس زمانہ مین کوئی عزت اور شرف والی چیز موجود ہے یہی وجہ ہے کہ جمعہ کا دن اور دنون کی
مرتبہ مین بڑھکر ہے کیونکہ اس مین ایک ایسی عزت اور شرف والی چیز موجود ہے جو اور کسی دن میں
نہیں یعنی جمعہ کی نماز دیکھو اگر کسی عاشق کو کنوئین کے اندر محبوب کی ملاقات نصیب ہو تو وہ اس کنوئین
کو کنواں نہ سمجھے گا بلکہ اوسکے دل میں اوس کنویں کی قدر اتنی ہی ہوگی کہ کسی پھولون سے بھرے
ہوئے چمن کی بھی نہوگی۔

(۲) اکثر آدمی جمعہ کی فضیلت اور خوبی پر اعتراض کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ کیا وجہ کہ جمعرات کا وہ مرتبہ نہیں جو جمعہ کا ہے وہی بارہ گھنٹے اسمیں ہیں وہی بارہ گھنٹے اوسمیں وہی ایک دن جمعرات ہے وہی ایک دن جمعہ ہے یہ کسقدر بیہودہ اعتراض ہے کیونکہ ظاہر میں اگر دونوں یکساں ہو بھی گئے تو یہ کیا ضرور ہے کہ مرتبہ مین بھی برابر ہوں کہ جو ایک کی حالت ہو وہی دوسرے کی حالت ہو دیکھو اگر کسی شخص کی بہن اور بیوی بالکل ہم شکل ہوں اور کپڑے اور زیور بھی ایکساں پہنے ہوئے ہوں تو کیا اون دونوں میں حلال وحرام کا فرق نہوگا۔ کیا کوئی عقلمند ایسا بھی ہے جو اُن دونوں کو ایکساں سمجھے اور اونکے ساتھ برابر کا برتاؤ کرے اور کیا اس شخص کے دل میں دونوں کی محبت ایک قسم کی ہوگی۔ یہ ضرور ہے کہ محبت ماں سے بھی ہوگی لیکن دونوں کی محبت میں بہت بڑا فرق ہوگا۔ بہن اور ماں بھی محبوب ہیں اور بیوی بھی محبوب ہے لیکن دونوں کی محبت بالکل الگ الگ ہے۔ کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا گیا کہ وہ بیوی کیطرح ماں کو بھی پیار کرے یا اوسکو بھی بغل میں لینے کی آرزو کرے لیکن اس قسم کے خیال سے ہی طبیعت کو اسقدر گھن آتی ہے کہ اگر کوئی اپنے کو خواب میں بھی ماں کے ساتھ صحبت کرتے دیکھ لیتا ہے تو جاگ کر بیحد پریشان ہوتا ہے اور اپنے کو لعنت ملامت کرتا ہے حالانکہ اس خواب کی تعبیر بری نہیں ہے کیونکہ تعبیر اسکی یہ ہے کہ اس شخص میں بالکل بڑائی نہیں ہے اور یہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا۔ چنانچہ ایک بزرگ سے کسی نے یہی خواب بیان کیا تو اونہوں نے یہی تعبیر دی۔ اگر کسی جاہل سے ایسا خواب بیان کیا جاوے تو معلوم نہیں کیا تعبیر دے اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ جاہل آدمی سے اپنا خواب مت بیان کرو بلکہ کسی عقلمند یا دوست سے بیان کرو کیونکہ عقلمند آدمی تم کو واقعی تعبیر سمجھکر بتلاویگا۔ اور تمہارا دوست اگر نہ بھی جانتا ہوگا۔ تو خاموش ہو رہیگا۔ ہرگز بری نہ بتلاویگا۔ مگر خیر آدمی جو عقلمند بھی نہو خدا جانے کیا کچھ بتلادے۔ پس معلوم ہوا کہ گو اس خواب کی تعبیر ایسی اچھی ہے لیکن پھر بھی اگر کوئی ایسا خواب دیکھ لیتا ہے تو بہت پریشان اور تنگدل ہوتا ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ ماں کے ساتھ جو محبت ہے وہ دوسری قسم کی ہے اور بیوی کے ساتھ جو محبت ہے وہ اور قسم کی ہے دونوں محبتیں ایک سی نہیں ہیں۔ تو ظاہر ہو گیا کہ جمعہ اور جمعرات کے ظاہر میں یکساں ہونے سے کچھ یہ ضرور نہیں کہ مرتبہ میں بھی دونوں برابر ہوں۔

(۳) پس چونکہ رمضان مین قرآن شریف اتارا گیا ہے اور قرآن خود بہت شرف اور

عزت رکھتا ہے اسوجہ سے اوسکے اترنے کا زمانہ بھی عزت اور شرف والا ہو گیا۔ صاحبو یہ کیا کہ دنیا کے محبوب کی بات چیت کا وقت تو پیارا اور عزیز ہو اور اصلی محبوب کے کلام اترنے کا وقت پیارا نہو یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر خود کلام پاک کے کمالوں کو نہ بھی دیکھا جاوے تو اوسکے لئے یہی عزت کیا کم ہے کہ وہ اللہ پاک کا کلام ہے اب یہ بھی دیکھو کہ اس آفتاب نے تمہارے دلوں کو کیا کچھ روشن کر رکھا ہے۔

قرآن پاک بے سمجھے پڑھنے سے بھی خدا تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور دوسرے وظیفوں میں یہ بات نہیں

(۴) چونکہ قرآن شریف کو اللہ تعالے کے ساتھ خاص تعلق ہے اسوجہ سے کلام مجید کے پڑھنے سے وہ بہت خوش ہوتے ہیں خواہ سمجھکر پڑھا جاوے یا بے سمجھے پڑھا جاوے مگر اور جتنے عمل ہیں اون میں یہ خوبی نہیں اگر کوئی دعا یا اور کوئی وظیفہ پڑھے اور اسکے معنی نہ سمجھتا ہو تو وہ اتنا پسند نہیں مگر قرآن ایسا عجیب ہے کہ ہر طرح محبوب ہے خواہ اوسکے معنی سمجھو یا نہ سمجھو امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ہے کہ اونھوں نے اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کس چیز سے زیادہ راضی ہوتے ہیں فرمایا کہ قرآن شریف پڑھنے سے امام صاحب نے عرض کیا کہ معنی سمجھکر پڑھنے سے یا بے سمجھے ہوئے بھی جواب میں فرمایا کہ بِفَهْمٍ أَوْ بِلَا فَهْمٍ یعنی جسطرح سے بھی ہو اور یہ کچھ خواب سے ہی نہیں معلوم ہوا بلکہ حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں اس بیان سے آجکل کے روشن خیالوں کی بھی غلطی معلوم ہو گئی اکثر لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب کلام اللہ کو سمجھا نہیں جاتا تو اوسکے پڑھنے سے کیا فائدہ سو انکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ کلام مجید کا بے سمجھے پڑھنا بھی بڑا فائدہ رکھتا ہے کیونکہ اوسکا فائدہ صرف یہی نہیں ہے کہ اوسکے معنی سمجھ لیں بلکہ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اوسکے پڑھنے سے ہم سے خدا تعالے راضی ہوں جیسا کہ بیان ہوا اور یہ بات عقل اور عادت سے بھی معلوم ہوتی ہے دیکھو اگر کسی شخص نے کوئی کتاب بنائی ہو اور وہ دوسروں کو دیکھے کہ وہ میری کتاب پڑھ رہے ہیں تو وہ یہ دیکھکر بہت خوش ہو گا گو پڑھنے والے اوس کتاب کو سمجھ نہ سکتے ہوں اور اس شخص کو ان لوگوں کے ساتھ محبت ہو جاوے گی کہ اون لوگوں نے میری کتاب کی قدر کی۔ ہمارے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے تھے کہ میں ایکبار دلی بازار میں جاتا تھا ایک دوکان پر بہت سے لوگوں کو اکٹھا دیکھا دیکھتے کیا ہیں کہ اسکے درمیان میں ایک شخص بیٹھا ہوا حضرت حاجی صاحب کی ایک شعروں کی کتاب جسکا نام درد نامہ غمناک ہے

۴

غلط خیال روشن خیالوں کا کہ بے سمجھے قرآن شریف پڑھنا فضول ہے اور اوسکا جواب

بہت شوق سے پڑھ رہا ہے حضرت حاجی صاحب بھی کھڑے ہو کر سننے لگے اور دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ میرا کلام پڑھ رہا ہے اس شخص کو گو خبر نہ تھی کہ جنکی کتاب ہے وہ بھی سُن رہے ہیں مگر وہ پاس ہی کھڑے ہوئے تھے اور خوش تھے اسی طرح جب کلام اللہ کو ہم شوق سے پڑھیں گے۔ اور خدا تعالےٰ سنیں گے تو ضرور خوش ہونگے کیونکہ خدا تعالےٰ اور کسی عبادت سے اتنا خوش نہیں ہوتے جتنا کہ قرآن شریف پڑھنے سے خوش ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ کا سننا یقینی بات ہے کیونکہ خدائے تعالےٰ سے کوئی چیز بھی آسمان اور زمین کی اوجھل نہیں ہو سکتی اور ذرہ برابر بھی کوئی چیز اون سے چھپی نہیں رہ سکتی کیسی ہی بات کیوں نہو مگر ان کو اوسکی پوری خبر ہے۔ پس خواہ سمجھکر پڑھیں یا بے سمجھے ہوئے وہ ہر طرح خوش ہوتے ہیں۔

(۵) ایک بزرگ کا قصہ مشہور ہے کہ اپنے ایک مرید سے مدت تک وظیفہ پڑھواتے رہے اور جب کچھ مرید کو فائدہ نہوتا تو اور بدلوا دیتے تھے لیکن آخر جب مرید کو کچھ نفع نہیں ہوا تو انھوں نے مرید سے دریافت کیا کہ تم وظیفہ کس نیت سے پڑھتے ہو اونے جواب دیا کہ حضرت یہی نیت ہے کہ اگر کسی قابل ہو جاؤں تو دوسرونکو نفع پہنچاؤں گا۔ اون بزرگ صاحب نے فرمایا کہ توبہ کرو یہ تو شرک ہے کہ ابھی سے بڑے بننے کا خیال ہے اور مخلوق پر نظر ہے کہ ہر دم دوسرونکو نفع پہنچانے کا خیال ہے۔ اپنا خیال صرف اللہ تعالےٰ کی طرف رکھو۔ پس جب انہوں نے توبہ کی فوراً فائدہ ہوا غرض جب اپنی حالت سنوارنی ہو تو اسوقت مخلوق کی طرف خیال رکھنا نقصان پہونچاتا ہے اور اس قصہ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جس پیر مین کچھ کمال ہوتا ہے وہ مرید کو نا امید نہیں کرتا جیسے کہ بزرگ وظیفہ بدل بدل بتلاتے رہے اور نفع نہونے سے مرید کو جواب نہیں دیدیا۔ بلکہ اسی کوشش میں رہے یہانتک مرض اور اسکا علاج نکال ہی لیا۔ وہ تجربہ کار طبیب کیطرح او دہیڑ بن میں ہمیشہ لگا رہتا ہے البتہ جو پیر کامل نہیں ہوتے وہ اس حالت سے گھبرا جاتے ہیں اور دوسرے کو بھی نا اُمید کر دیتے ہیں۔

(۶) حضرت ابراہیم ادہم کا قصہ مشہور ہے کہ آپکے بیٹے کا نام شیخ محمود تھا جب آپ بیٹے سے ملے تو بیٹے کی محبت نے دلمیں جوش مارا فوراً غیب سے آواز آئی کہ ست جب حق ہو دل میں با سب پسر ہو جمع ان دونوں کو تو ہرگز نہ کر۔ یعنی یا تو ہماری ہی محبت دل میں رکھلو یا بیٹے کی محبت

رکھلو یہ دونوں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ پس فوراً آپکو ہوش آیا اور اللہ پاک کی محبت کو قبول کر لیا۔ پس بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ بیٹے سے بالکل ہی محبت نہ کرے۔ نہیں جتنا شرع سے اسکا حق ہے اوتنی محبت کرنا سنت ہے البتہ اتنی نہ ہونی چاہیئے جو اللہ پاک کی محبت پرغالب ہوجاوے۔ پس پیر سے بھی ایسی محبت نہ ہونی چاہیئے جو خدا کو بالکل بہلاوے۔ جیسا کہ آجکل عام لوگوں میں رواج ہے۔ اسیطرح بیوی بچوں سے وہ محبت نہ ہونی چاہیئے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوجاوے۔ دیکھیے اللہ پاک فرماتے ہیں نہ روکدیں تم کو مال تمہارے اور اولاد تمہاری اللہ کی یاد سے۔ اللہ تعالےٰ کی مہربانی اور عنایت پر قربان ہوجایئے کہ یہ حکم نہیں کیا کہ اولاد سے بالکل محبت نہ کرو کیونکہ جانتے ہین کہ اولاد کی محبت انکے دلوں میں بھری ہوئی ہے اسلیئے بالکل نہ چھوڑ سکیں گے۔ اسوجہ سے یوں فرماتے ہیں کہ اسقدر اونکے پیچھے مت پڑو کہ خدا ہی کو بھول جاؤ۔

(۷) اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ قرآن شریف کے پڑھنے میں کتنا ثواب ہی۔ افسوس ہے کہ ایسے بڑے ثواب کو چھوڑکر نفس کے بندوں نے قرآن شریف سے دنیا کمانا شروع کر دیا۔ روپیہ لیکر اور اُجرت ٹھہراکر قرآن سُناتے ہین جیسا کہ تراویح مین اکثر جگہ یہی رواج ہو گیا ہے۔ اسیطرح مُردوں کو جو ثواب قرآن پڑھکر پہونچاتے ہیں اور اوسپر روپیہ لیتے ہیں یہ بالکل منع ہی۔

(۸) اور اس کلام کی ایسی شان ہے کہ جسقدر اسکو زیادہ پڑھو اوتنا ہی علم بڑھتا ہے اور پھر لطف یہ کہ جاہلوں کو بھی مزہ آتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ قرآن نہیں پرانا ہوتا باربار پڑھنے سے واقعی قرآن شریف کو چاہے کتنا ہی سُنو جی نہیں بھرتا ہربار نیا مزہ آتا ہے اگر کہا جاوے کہ یہ سارا مزہ خوش آوازی کی وجہ سے ہوتا ہوگا تو ہم کہیں گے کہ آخر وہ لطف اور مزہ جو قرآن پڑھنے سے ہوتا ہے شعر پڑھنے سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر کسی کو شعر میں بھی زیادہ مزہ آتا ہے۔ تو وہ ابھی بات کرنے کے لایق ہی نہیں اسکو چاہیئے کہ اول اپنی حالت درست کرے پھر دیکھے کہ کس میں زیادہ مزہ آتا ہے صاحبو قرآن تو قرآن ہے کبھی اگر مکہ میں جاکر وہاں کی تکبیر نماز میں سنو تو معلوم ہو وہ کیا چیز ہے سچ مچ اسوقت وہ تکبیر ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ذبح کے وقت کی تکبیر کہ دلمیں چھری سی نکلتی چلی جاتی ہے لیکن اگر کسی کو مزہ نہ بھی آوے تو قرآن شریف کا پڑھنا

(۶) قرآن سے دنیا کمانا شروع کر دی

(۸) قرآن شریف کو جتنا زیادہ پڑھو اتنا ہی لطف آتا ہے

نہ چھوڑے جیسا بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم تو اسوقت قرآن پڑہیں گے جب ہم کو مزہ آنے لگے
مگر یہ بالکل بیہودہ خیال ہے اسکی تو ایسی مثال ہے کہ کسی نامرد شخص سے کہا جاوے کہ طاقت کی
چیزیں کھا پیکر جلدی سے جوان ہوجاؤ تاکہ تمہیں جوانی کے مزے نصیب ہوں اور وہ جواب میں یوں
کہے کہ صاحب پہلے جوانی کا مزہ دیکھہ لوں کیسا ہوتا ہے پھر اوسکی تدبیر کرونگا فرمائیے کہ اس بیوقوف
کو نامردی کی حالت میں بدون علاج کئے کسطرح وہ مزہ دکھلا دیا جاوے اوسکا تو صرف یہی جواب
دیا جاسکتا ہے کہ اچھا بھائی نہ علاج کرو جب تم بدون علاج کے جوان ہوجاؤگے تو خود تم کو اوسکے
مزے معلوم ہوجاوینگے باقی اور کوئی ذریعہ نہیں جس سے جوانی کے مزے جوانی سے پہلے معلوم
کرسکو۔ اسیطرح ان لوگوں کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قرآن شریف کا مزہ جب ہی نصیب ہوسکتا ہے
جبکہ ہمت کرکے پڑہنے لگوگے اسوقت تم کو خود بخود اسمیں مزہ آنے لگے گا۔ یہی غلطی اکثر ان لوگوں کو
بھی ہوتی ہے جو اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اور جب اونکو اوسمیں مزہ نہیں آتا تو چھوڑ بیٹھتے ہیں
حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ مزہ تو اس طرح ہی آسکتا ہے کہ خوب عبادت ڈالیں اور بہت
زیادہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں پس جتنا بھی اللہ پاک کا نام زیادہ لیا جاوے گا اوتنی ہی لذت زیادہ
ہوگی۔

(۹) ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ اونکو ایک روز یہ آواز آئی کہ کتنی بھی عبادت کرو کچھ قبول
نہیں اس آواز کو اونکے ایک مرید نے بھی سُنا دوسرا دن ہوا تو وہ بزرگ پھر عبادت کے لئے
اوٹھے پھر وہی آواز آئی جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو مرید نے کہا آپ بھی عجیب آدمی ہیں ادھر کوئی
پوچھتا بھی نہیں اور آپ ہیں کہ خواہ مخواہ گرے جاتے ہیں جب قبول ہی نہیں تو محنت سے کیا فائدہ
اون بزرگ نے جواب میں فرمایا کہ بھائی چھوڑ تو دوں لیکن یہ تو بتلاؤ کہ چھوڑ کر کس در پر جا پڑوں اس
جواب پر اللہ پاک کی رحمت جوش میں آئی اور آواز آئی کہ اگرچہ تمہاری عبادت تو کسی ڈھنگ کی
نہیں لیکن خیر جب ہمارے سوا تمہارا کوئی نہیں ہے تو تم کو بھی ہم ہی لے لیں گے۔ صاحبو جسکو حق کی
طلب ہوتی ہے اوسکی یہ شان ہوتی ہے افسوس ہے کہ خدا کی طلب لوگوں کو اتنی بھی نہیں جتنی
کیمیا کی طلب ہے۔ اسمیں تو انسان برسوں گنوا دے مال و دولت غارت کردے۔ عیش و آرام کو
خاک میں ملا دے اور خدا تعالےٰ کی طلب میں کچھ بھی مشقت نہ اوٹھاوے۔ اچھی طلبگاری تو یہ حالت

ہونی چاہیئے کہ اگر ہزار مرتبہ بھی اسکو کہا جاوے کہ تو دوزخی ہے تو کبھی نا امید نہ ہو اور اگر ہزار مرتبہ اسکو کہا جاوے کہ تو جنتی ہے تو ہرگز کاہل اور سست نہ بنے ایک شخص کی نسبت لکھا ہے کہ اسکو روزانہ یہ آواز آتی تھی کہ تو کافر ہو کر مریگا جب ایک مدت تک یہ آواز آئی تو پیر سے ذکر کیا اونہوں نے فرمایا کہ یہ محبت کی گالی ہے محبوبوں کی عادت ہوتی ہے کہ عاشق کو چھیڑا کرتے ہیں اور یہ ایک قسم کا امتحان ہے مگر یہ ساری باتیں اوسوقت برداشت ہوتی ہیں جبکہ دل میں خدا کی محبت پوری پوری ہو۔ پس اللہ پاک کی محبت پیدا کرنیکی کوشش کرو اور اوسکی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر بہت زیادہ کرنا چاہیئے اور دوسرے بزرگوں کی صحبت مین بیٹھنا اوٹھنا زیادہ رکھیں پس اس تدبیر سے سب دل کے مرض آہستہ آہستہ جاتے رہیں گے۔

(۱۰) اس بیان سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص خدا سے ملنے کا راستہ تلاش کرے اور اس راستہ پر چلنا شروع کرے تو اوسکو مناسب ہے کہ ایسے شخص کو ڈھونڈے جو خدا تعالےٰ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہو۔ بس اوسکے دروازہ پر جا پڑے اور جیسا کچھ وہ کہے اوسکے موافق کام کرے اور خدا تعالےٰ کے سوائے اور کسی چیز کے طلبگار مت بنو نہ تو کرامت ہی مقصود ہو اور نہ اگلی پچھلی اور چھپی ہوئی باتیں معلوم کرنا جسے آجکل کشف کہتے ہیں اور نہ اس پر نظر ہو کہ ہم کو مزہ دار حال نصیب ہونگے وغیرہ وغیرہ نہیں غرض تو فقط اللہ ہی سے ہونی چاہیئے اور خود بخود اگر یہ چیزیں بھی میسر ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی عنایت سمجھو ورنہ کچھ خیال نہ کرو عبادت مین مزہ نہ آوے تو اوسے چھوڑو مت کثرت سے اللہ پاک کا ذکر کرو اور بہت زیادہ اونکی یاد میں لگے رہو اسیطرح قرآن میں اگر طبیعت اکتانے لگے تو خوب بہت بہت سا پڑھو زیادہ پڑھنے سے خوب دل لگنے لگے گا اگر حرف بھی صحیح نہوں تو جہانتک اپنے سے ہو سکے صحیح کر لو اور کسی صحیح پڑھنے والے سے سیکھ لو اور اگر پھر بھی پوری طرح صحیح نہ ہو سکیں تو رنجیدہ نہ ہو اللہ تعالےٰ کو اوسی طرح قبول ہے البتہ جو لوگ حرف صحیح کر سکتے ہیں اور پھر نہیں کرتے تو اونکی بیشک پکڑ ہوگی ورنہ وہاں تو زیادہ دلوں کی دیکھ بھال جہانچ ہوتی ہے اگر سوئی زبان کا دیہاتی آدمی قرآن غلط پڑھتا ہے لیکن پڑھتا ہے دل سے تو یہ اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہے اور وہ شخص اونکو پسند نہیں جو کہ اس سے ہزار درجہ بہتر پڑھے لیکن دکھاوٹ کیلئے اور اپنا کمال جتانے کے لئے اسپر مجھے ایک شخص کا قصہ یاد آیا کہ وہ مجھسے تعلق رکھتا تھا ایکدن مجھسے کہنے لگا

(۱۰) جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ پر چلنا چاہے
تو وہ کسی کامل [illegible]

۸

(باقی آئندہ)

اور وہ اعلےٰ افسر اپنے بادشاہ کے بدلہ مین قربان ہوتا ہے پس خدا نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ اعلےٰ ادنیٰ کے لئے قربان کیا جائے۔

قربانی کے جانوروں کا ذبح کرنا خلاف رحم نہ ہونے کی وجہ

خدا تعالےٰ کو ماننے والی قومین خواہ وہ کوئی ہوں اس بات کی ہرگز قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ ظالم ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کو رحمن رحیم مانتے ہیں۔

اب خدا تعالےٰ کا فعل دیکھو کہ ہوا میں باز۔ شکرے۔ گدھ چرغ وغیرہ شکاری جانور موجود ہیں اور وہ غریب پرندوں کا گوشت ہی کھاتے ہیں گھاس اور عمدہ سے عمدہ میوے اور اس قسم کی کوئی چیز نہیں کھاتے پھر دیکھو آگ میں پروانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے پھر پانی کی طرف خیال کرو کہ اسمیں کسقدر خونخوار جانور موجود ہیں گڑیال اور بڑی بڑی مچھلیاں اود بلاؤ وغیرہ یہ چھوٹے چھوٹے آبی جانوروں کو کھا جاتے ہیں۔ بلکہ بعض مچھلیاں قطب شمالی سے قطب جنوبی تک شکار کے لئے جاتی ہیں پھر ایک اور قدرتی نظارہ سطح زمین پر دیکھو کہ چیونٹی خوار جانور کیسے زبان نکالے پڑا رہتا ہے جب بہت سی چیونٹیاں اسکی زبان کی شیرینی کی وجہ سے اسکی زبان پر چڑھ جاتی ہیں۔ تو جھٹ زبان کھینچکر سب کو نگل جاتا ہے۔ مکڑی مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ مگس خوار جانور اپنی غذا ان جانوروں کو ہی مار کر بہم پہنچاتے ہیں بندروں کو چیتا مار کر کھاتا ہے جنگل میں شیر بھیڑیئے تیندوے کی غذا جو مقرر ہے وہ سب کو معلوم ہے بلی کسطرح چوہوں کو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے۔

اب بتلاؤ کہ اس نظارہ عالم کو دیکھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون ذبح جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بنا پر ہے ہرگز نہیں پھر انسان پر حیوان کے ذبح کرنے سے ظلم کا الزام کیا مطلب رکھتا ہے انسان سے جوئیں پڑجاتی ہیں یا کیڑے پڑجاتے ہیں کیسی بے باکی سے انکی ہلاکت کی کوشش کیجاتی ہے۔ کیا اسکا نام ظلم رکھا جاتا ہے جب اسے ظلم نہیں کہتے کہ اشرف کیلئے اخس کا قتل جائز ہے تو ذبح پر اعتراض کیونکر ہوسکتا ہے۔

بلکہ غور کرو تو حضرت ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء ذی فضل بادشاہ نیک غریب امیر سوداگر سب کو مار کر ہلاک کرتے اور دنیا سے نکال دیتے ہیں پھر غور کرو اگر ہم جانوروں کو عید ضحیٰ پر اسلئے ذبح نہ کریں

کہ ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہے تو کیا اللہ تعالےٰ انکو ہمیشہ زندہ رکھے گا اور ان پر یہ رحم ہوگا کہ وہ نہ مریں۔

پس اس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا خلاف رحم ہوتا تو اللہ تعالےٰ شکاری اور گوشت خوار جانوروں کو پیدا نہ کرتا نیز اگر انکو ذبح نہ کیا جائیگا تو خود بیمار ہوکر مریں گے۔ پس غور کرو کہ انکے مرنے میں کتنی تکلیف انکو لاحق ہوگی۔

قانون الٰہی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز بے حد بڑھنا چاہتی ہے اگر ہر ایک برگد کے بیج حفاظت سے رہے جاویں تو دنیا میں برگد ہی برگد ہوں اور دوسری کوئی چیز نہ ہو مگر دیکھو ہزاروں جانور اسکا پھل کھاتے ہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس بڑھنے کو روکنا مرضی الٰہی ہے اسیطرح اگر ساری گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت میں دنیا کی ساری زمین بھی انکے چارے کے لئے کافی نہ ہوگی۔ آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑیگا جب کہ یہ نظارہ قدرت موجود ہے تو ذبح کرنا خلاف مرضی الٰہی کیوں ہے۔

ذبح انسان ناجائز ہونے کی وجہ

پھر کوئی کہے کہ ذبح انسان بھی جائز ہو سکتا ہے اسمیں شک نہیں کہ فی نفسہ ذبح انسان کیلئے بھی عمدہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ شہادت کو متفق اللفظ ہو کر اعلیٰ کمال مانا ہے مگر انسان کے ذبح نہ کرنے پر اور بہت سے قوی دلائل ہیں خلاصہ اسکا یہ ہے کہ انسان کے ساتھ اوروں کے بھی حقوق ہیں کسی کی پرورش ہے کسی کا کچھ کسی کا کچھ اگر ایسا حکم دیں تو مشکلات کا ایک بڑا سلسلہ پیدا ہوجاتا ہے اسلیئے قتل انسان مستلزم سزا عرفی اور شرعی قانون میں سخت گناہ کہا گیا ہے الغرض انسان کا قتل اسلئے تجویز نہیں ہوا کہ انسان کے ساتھ بہت سے حقوق ہوتے ہیں انکا ضائع ہونا زیادہ دکھوں کا موجب ہے۔

کتاب الحج

حج وطواف کعبہ کی وجہ

(۱) عبادت حج کا بنی آدم کے لئے موضوع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے

کہ روحانی امور کے مقابل پر جسمانی امور بھی نمونہ کے طور پر پیدا کر دیتا ہے تاکہ وہ روحانی امور پر دلالت کریں اسی عادت کے موافق خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالی گئی اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے ایک انکسار اور تذلل دوسرے محبت وایثار۔ تذلل و انکسار کے لئے نماز کا حکم ہے جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے۔ یہانتک کہ دلی سجدہ کے مقابل پر اس نماز مین جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا ہے تاکہ روح اور جسم دونوں اس عبادت میں ہوں۔

(۲) جسمی سجدہ بیکار اور لغو نہیں۔ اول تو یہ امر مسلم ہے کہ خدا جیسا کہ روح کو پیدا کرنے والا ہے ایسا ہی وہ جسم کا خالق ہے اور دونوں پر اسکا حق خالقیت ہے علاوہ اسکے جسم اور روح ایک دوسرے کا اثر قبول کرتے ہیں بعض وقت جسم کا سجدہ روح کے سجدہ کا محرک ہوجاتا ہے اور بعض وقت روح بھی جسم کے اندر سجدہ کی حالت پیدا کر دیتی ہے کیونکہ جسم اور روح دونوں باہم مرایا مقابلہ کی طرح ہیں مثلاً ایک شخص جب محض تکلف سے اپنے جسم میں ہنسنے کی صورت بناتا ہے تو ایسے اوقات اسکو سچی ہنسی بھی آجاتی ہے جو کہ روح کے انبساط سے متعلق ہے ایسا ہی جب ایک شخص تکلف سے اپنے جسم مین یعنی آنکھوں مین رونے کی صورت بناتا ہے تو ایسے اوقات حقیقت مین بھی رونا آجاتا ہے جو کہ روح کے درد اور رقت سے متعلق ہے پس جب یہ ثابت ہو چکا کہ عبادت کی دوسری قسم مین یعنی تذلل اور انکسار مین جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے پس ایسا ہی عبادت کی دوسری قسم مین یعنی محبت و ایثار میں بھی انہیں تاثیرات کا جسم اور روح مین باہم تاثر اور تاثیر ہے۔

(۳) محبت کے عالم مین انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اسکے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے بس اسی کے مقابل خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور اسکی نسبت فرمایا گیا ہے کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور یہ حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اسلئے دیا تاکہ انسان جسمانی طور پر بھی اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے سو حج کرنیوالے حج کے مقام پر جسمانی طور پر بھی صورت بنا کر اس گھر کے گرد گھومتے ہین کہ گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں زینت دور کر دیتے ہیں سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اسکے گھر کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہین اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے اور یہی حکمت ہے کہ جسم اس گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے۔

۲۳

(۴) اکثر آدمی اپنے پروردگار کے شوق میں پڑتا ہے اسوقت اس کو ضرورت ہوتی ہے کہ کسی طرح اپنا شوق پورا کرے تو سوائے حج کے اسکو اور کوئی ایسی چیز نہیں ملتی۔

(۵) ہر ملت اور سلطنت کو ہمیشہ ایک دربار کی ضرورت ہوتی ہے جس سے سب لوگوں میں باہم جان پہچان بھی ہو اور ایک دوسرے سے مستفید بھی ہوں اور اس ملت یا سلطنت کے شعائر کی تعظیم بھی کریں ایسا ہی مذہب کو حج کی ضرورت ہے تاکہ ایک دوسرے سے ملیں جلیں اور ہر ایک دوسرے سے ان فوائد کو حاصل کر سکیں جو انکو پہلے سے حاصل نہیں ہیں اسلئے کہ مقاصد باہمی معاجت اور ایک دوسرے کے ملنے سے ہی حاصل ہوا کرتے ہیں اور بعض سے شعائر دین کی عظمت بھی ظاہر ہو۔

(۶) ائمہ دین کی حالت کو یاد کرنے اور انکے اختیار کرنے کی آمادگی کے لیئے کوئی چیز حج سے زیادہ مفید نہیں ہے۔

(۷) چونکہ حج میں دور و دراز سفر کرنا پڑتا ہے وہ نہایت دشوار عمل ہے بڑی مشقت سے پورا ہوتا ہے اسلئے اسکی تکالیف کا برداشت کرنا خدا تعالےٰ کی خالص عبادت ہے جس سے خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔

(۸) آدمی طواف کعبہ کی وجہ سے ان مقرب ملائکہ الہٰی کے مشابہ ہو جاتے ہیں جو عرش الہٰی کے گرد گھومتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔

(۹) یہ خیال نہ کرو کہ طواف کعبہ سے مقصود صرف جسم کا طواف ہے بلکہ اس طواف سے مراد رب الکعبہ کا طواف ہے جو دل سے ہوتا ہے پس عمدہ طواف دل کا حضرت الوہیت کا طواف ہے اور خانہ کعبہ عالم ظاہری میں اس دربار الہٰی کا نمونہ ہے کیونکہ وہ دربار عالم باطن میں ہے اور آنکھ سے محسوس نہیں ہوتا جیسا کہ عالم ظاہری میں بدن روح کا نمونہ ہے۔

(۱۰) اور سنو نیازمندی دو قسم کی ہوتی ہے ایک نیازمندی خادمانہ خدام کی نیازمندی اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے دوسری نیازمندی عاشقانہ عاشق کی محبوب کے ساتھ پہلی قسم کی نیازمندی کو مناسب ہے کہ درباری لباس پہنکر بڑے ادب اور وقار سے مالک کے دربار میں حاضر ہو اور تمام حکام اور مربیوں کی اطاعت سے کان پر ہاتھ رکھکر اطاعت کا اقرار کرے ہاتھ باندھکر حکم کا منتظر ہے جھک کر تعظیم دے زمین پر ماتھا رکھے یہ رنگ نماز کا ہے اور عاشقانہ نیازمیں ضرور ہے

۲۴

کہ عاشق اپنے محبوب کے سامنے عشق مین بھوک اور پیاس بھی دیکھے نہایت درجہ اس عزیز کو بھی کہ انسان ماں باپ کو چھوڑ کر اس سے متحد اور ایک جسم ہو جاتا ہے کچھ دیر کے لیئے ترک کر دے اور جہان یقینی طور پر سُن لیا ہو کہ میرے محبوب کی عنایات اور توجہات کا مقام ہے وہان دوڑتا کودتا سر کے عمامہ اور ٹوپی سے بے خبر ہو پہنچے پروانہ وار وہاں فدا ہو کہیں دشمنو نکی روک ٹوک کی جگہ سُن پائے تو وہان تیھر چلائے یہ رنگ حج کا ہے۔

(۱۱) تمام قوموں میں میلوں کا رواج ہے مگر ان میلوں کا ہونا محض مصالح دنیوی پر مبنی ہے چنانچہ کل مذاہب اور تمام اقوام کے میلے خالص توحید سے بالکل بے بہرہ ہین محض کھیل اور غیر اللہ کی پرستش ہے ان کو عظمت الہٰی سے کچھ سروکار نہیں پس اجتماع حج یہ ایک اسلامی میلہ مقرر کیا گیا جو سراسر روحانیت سے بھرا ہوا ہے۔

دولتمندوں پر حج واجب ہونے کی وجہ

(۱) امراکے حق میں عیش اور کبر ہی مہلک امراض اور ترقی کے دشمن ہین اور دور دراز کا سفر کرنا احباب اور اقارب کا چھوڑنا سردی اور گرمی کی برداشت کرنا مختلف بلاد کے علوم اور فنون اور اقسام مذاہب اور عادات پر واقف ہونا سُستی اور نفس پروری کا خوب استیصال کرتا ہے۔

۲۵

(۲) حج کے اعمال کبر اور بڑائی کے سخت دشمن ہیں زیب و زینت کو ترک کرنا غربا کے ساتھ ننگے سر کوسوں چلنا دنیا داروں مستوں عیاشوں کو کیسی کیسی ہمت بڑھانے کا موجب ہے۔ غرض حج کیا ہے اسلامیوں کا تجربہ کار اور ہوشیار بناتا ہے۔

(۳) بلا ریب ایک ملک کے فوائد کو دوسرے ملک تک پہنچانے میں جیسی طاقت دولتمند لوگ رکھہ سکتے ہیں ویسی علی العموم غریب لوگ نہیں رکھہ سکتے۔

احرام مین صرف بے سلی دو چادروں کی کفایت کا راز

امرا کے ساتھ جن پر کہ حج فرض ہے ممکن ہے بلکہ ضرور تھا کہ انکے نوکر چاکر بھی حج کرنے کو جاویں اور کچھ لوگ غربا میں سے عشق الہی کے مجبور کئے ہوئے بھی وہاں پہنچیں اسلئے اسلام نے

بغرض کمال اتحاد اہل اسلام تجویز فرمایا کہ سب سادہ دو چادروں پر اکتفا کرکے امیر و غریب یکساں
سر سے ننگے کرتے سے الگ بالکل سادہ وضع پر ظاہر ہوں تاکہ انکی یکتائی اور اتحاد کامل درجہ پر پہنچے۔

حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور چومنے پر اعتراض کا جواب

نادان کہتے ہین کہ مسلمان پتھر کی پرستش کرتے ہیں مگر آریہ اور عیسائی بتائیں کہ عبادت
کسے کہتے ہین عبادت میں استتی (حمد) اور پرارتھنا (یعنی دعا) اور اپاسنا (یعنی دھیان) ضرور ہے
بتائیں مسلمان کب اس پتھر سے دعا اور اسکا دھیان اور اسکی استت کرتے ہیں کسی اسلامی عبادت
مین اس پتھر کا ذکر بھی نہیں بلکہ عبادات اسلامیہ میں تو مکہ کا بھی ذکر نہیں اسکی عبادت کیا ہوگی
اگر اسکو ہاتھ لگانا یا چومنا عبادت ہے تو سب لوگ بیاہی ہوئی عورتوں کے عابد اور زمین کے
پوجاری ہونگے بات یہ ہے کہ مقدس مقام مین تصویری زبان کے اندر یہ گفتگو ہے کہ ثبوت کے
مکلسر امین کونے کا پتھر یہاں مکہ سے نکلا ہے بلکہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متی ۲۱ باب
۴۲ میں خود کہا ہے کہ یہ تمثیل ہے۔ ۲۶

حجر اسود تصویری زبان کا نمونہ ہے

اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں بہت مدت سے تصویری زبان کا رواج تھا اور اب بھی ہے۔
چنانچہ سری رامچندر جی اور شیو جی کی تصویری قصص ہندوؤں کے پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصوروں
کے پاس موجود ہیں سکندر رومی جسکو حضرت دانیال رومی نے ذوالقرنین یعنی ایک سینگ کا بکرا
خواب مین دیکھا ہے یہ تصویری زبان کی شہادت ہے دیکھو دانیال باب ۸۔ اسی طرح دارا ایرانی
بادشاہ کی تصویری زبان مین گفتگو عام نظموں میں موجود ہے تصویری زبان کی کتابیں اور اخبارات
ہند مین بکثرت موجود ہیں اسکندریہ ملک مصر کے ایک جریدہ نگار نے ایک رسالہ قدیم تصویری زبان
کے متعلق لکھکر شائع کیا ہے جسمیں صرف حیوانات و آلات و اشجار وغیرہ کی اشکال ہیں جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں پہلے اس زبان کا عام رواج تھا اب بھی یہ تصویری زبان ان
بلاد مین جہاں تعلیم کا رواج کم ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے بلکہ اکثر

تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے اسواسطے یادگاروں کو عقلاً اور حکما اکثر تصویری تحریروں مین ادا کرتے ہیں۔

یوشع بن نون نے یرون سے گذرتے وقت بارہ پتھر اٹھائے یوشع باب ۴۔ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریون کی پیشنگوئی تھی یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے یہ انکا محاورہ تھا بطرس کو پتھر اسواسطے کہا کہ کلیسیا کے لئے وہ فون ڈیشن سٹون یعنی نبیادی پتھر ہوا ان باتوں پر خوب غور کرو اب اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشینگوئی بہ نسبت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت زور سے درج تھی دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۶ اور ۱۷۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا اور دیکھو زبور ۱۱۸-۲۲ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ متی باب ۲۱۔ توریت ۴۲ و ۴۴۔ غرض یہ ایک بشارت ہے جو کئی کتب مقدسہ مین مندرج ہے اس بشارت اور اس پیشنگوئی کے اظہار وتصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان کے حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا محمدیوں سے صدہا سال پہلے سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب تھا اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملاتے گویا قدیم زمانہ میں نبی عرب سے پہلے یہ فقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر رکھا تھا کہ اس شہر مین وہ کونے کا پتھر ظاہر ہوگا۔ جسے یوں کہا جائیگا کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو کہ انبیاء اور رسولوں کی وجود ذی جود سے تیار ہوئی ہے اسی پتھر سے پوری ہوئی ہے اور اسی کونے کے پتھر کی یہ شان ہوگی کہ انکی بیعت رحمان کی بیعت اور انکی اطاعت رحمان کی اطاعت ہے حضرت رسالتمآبؐ نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے دیکھو مشکوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن نبیانہ وترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت موضع اللبنۃ وفی روایۃ فانا تلک اللبنۃ۔ ترجمہ یعنی میری اور دوسرے نبیون کی مثال اس محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ اسمیں خالی رکھی گئی سو وہ اینٹ میں ہوں۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا راز

(۱) صفا و مروہ کے درمیان جو کہ خانہ کعبہ کا چوک ہے سعی کرنی ایسی ہے کہ جیسے غلام

۲۷

اپنے بادشاہ کے محل کے چوک میں بار بار آتا جاتا ہو اس خیال سے کہ خدمت میں اپنا خلوص ظاہر کرے تاکہ نظر رحمت سے سرفراز ہو۔

(۲) اس میں یہ راز ہے کہ جیسے کوئی بادشاہ کے پاس داخل ہو اور پھر باہر نکلے اور نہ جانتا ہو کہ بادشاہ میرے باب مین کیا حکم کریگا منظور فرمائیگا یا نامنظور تو دربار کے چوک میں بار بار آتا جاتا ہے اس امید سے کہ اگر اول دفعہ رحم نہ کرے گا تو دوسری بار مین رحم کریگا اسیطرح سعی والا کرتا ہے ؎

گفت پیغمبر کہ چون کوبی درے — عاقبت زان در برون آید سرے
سایۂ حق بر سر بندہ بود — عاقبت جوبندہ یابندہ بود
چون نشینی بر سر کوئے کسے — عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
چون رچاہے میکنی ہر روز خاک — عاقبت اندر رسی در آب پاک

(۳) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے مین یہ راز بھی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کو جب سخت پریشانی ہوئی تو صفا و مروہ میں انہوں نے تیز رفتاری سے ٹہلنا شروع کیا جسطرح کوئی متفکر آدمی جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہے اور خدا تعالےٰ نے انکے فکر کو دو طریقوں سے رفع کیا ایک تو آب زمزم بر آمد ہو گیا دوسرا لوگوں کے دلوں میں اس جنگل مین آباد ہونے کا الہام ڈالا گیا اسلئے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد اور ان کے فرمانبرداروں پر ضروری ہوا کہ اس نعمت کا شکر اور انکی کرامت کو یاد کریں تاکہ انکی قوت بہیمی مغلوب ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف ان کو رہنمائی کرے اور اسکے لئے کوئی بات اس سے زیادہ بہتر نہیں ہے کہ اس دلی اعتقاد کو کسی خاص ظاہری فعل سے جو کہ انکی خلاف عادت ہے ظاہر کیا جاوے اور وہ فعل حضرت ہاجرہ کی اس تکلیف اور مشقت کا نقل کرنا ہے اور ایسے موقعہ پر ایک حالت کا نقل کرنا بدرجہا زبانی باتوں سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔

حج کے لئے خصوصیت مکہ کی وجہ

حج کے لئے ایسے مقام میں جمع ہونا لازم ہوا جہاں خدا تعالےٰ کے نشانات و آیات بینات موجود ہوں کو وہ مکہ مین بیت اللہ ہے جو سب جگہوں سے زیادہ حج کے قابل ہے اسمیں برملا

(باقی آیندہ)

کانچہ پنہان میکند پیداش کن سوخت ما را اے خدا رسواش کن

یعنی کہ جو کچھ یہ چھپاتا ہے یا الہٰی اسکو ظاہر کردے اسنے ہم کو جلا دیا ہے اے خدا اسکو رسوا کردے۔

جملہ اعضائے تنش خصم وے اند کز بہارے لاف ایشان در وے اند

یعنی اوس بدن کے تمام اعضا اوسکے دشمن ہیں کیونکہ وہ ایک بہارے شیخی مار رہا ہے اور وہ سب خزان میں ہیں، مطلب یہ کہ مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ وہ شیخی بگھارتا تھا اور اوسکے اعضا سارے بھوکے ہوتے تھے تو سارے اوسکے دشمن تھے اور کوستے تھے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

لاف وا دردکرمہا مے کند شاخ رحمت را زبن بر میکند

یعنی شیخی کرموںکو واپس کردیتی ہے اور شاخ رحمت کو جڑسے اکھاڑ دیتی ہے اسلئے کہ جب کوئی شیخی کرتا ہے تو اوسپر کوئی بخشش نہیں کرتا لہذا چاہیئے کہ۔

راستی پیش آر یا خاموش کن وانگہا رحمت بہ بین و نوش کن

یعنی راستی کو آگے لا یا خاموش رہ اور اسوقت رحمت کو دیکھ اور نوش کر۔ مطلب یہ کہ یا تو اپنے عیوب ٹھیک ٹھیک بیان کردو اور اگر یہ نہ ہوسکے تو چپ ہی رہو یہ تو نہیں کہ اور اوپر سے دعوے شروع کردو یاد رکھو کہ یہ دعوے بہت بڑے حجاب ہیں کہ یہ جود و عطا کو متوجہ ہوتے ہی نہیں دیتے۔

این شکم خصم سبال او شدہ دست پنہان در دعا اندر زدہ

یعنی یہ پیٹ اوسکی موچھ کا دشمن ہورہا تھا اور اندر ہی اندر دعا مین ہاتھ اوٹھاتے ہوئے تھا اور موچھ کا اسلئے دشمن تھا کہ اسکی چربی کی وجہ سے تو بیچارہ بھوکا رہتا تھا وہ دعا کرتا تھا کہ۔

کاے خدا رسوا کن این لاف لئام تا بجنبد سوے ما رحم کرام

یعنی کہ اے خدا اس ئیون کی شیخی کو رسوا کرتا کہ ہماری طرف کریونکا رحم جنبش کرے۔ اسلئے کہ جب لوگوں کو حالت معلوم ہوگی تو کہلا وینگے۔

مستجاب آمد دعائے آن شکم   سوزش حاجت بزد بیرون علم

یعنی اوس پیٹ کی دعا قبول ہوگئی اور حاجت کی سوزش نے باہر علم نکالا یعنی وہ سوزش حسی صورتمیں آگئی اور اوس سے انتقام لے لیا اور وہ انتقام اس طرح لیا کہ اوسکی شیخی ظاہر ہوگئی اور وہ رسوا ہوگیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

گفت حق گر فاسقی و اہل صنم   چون مرا خوانی اجابتہا کنم

یعنی حق تعالے نے فرمایا ہے کہ تو اگر فاسق ہے اور اگر بت پرست ہے جب مجھے پکارے گا مین قبول کرونگا محققین کا یہی مذہب ہے اور یہی مشاہدہ ہے کہ کفار کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور کسی نے اس مضمون کو اس طرح نظم کیا ہے کہ ؎ باز آ باز آ ازانچہ کردی باز آ ٭ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ٭ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ٭ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ٭

۱۸

تو دعا را سخت گیر و می شخول   عاقبت برہاندت از دست غول

یعنی تو دعا کو سخت پکڑے اور فریاد کر تو آخر کار یہ دعا تجھے ان شیاطین کے ہاتھ سے چھڑاوے گی توجب پیٹ نے دعا کی تو اوسکی دعا بھی قبول ہوگئی اسطرح کہ۔

بلّی کا اوس دنبہ کی کھال کو لیجانا اور اوس پہلوان کا رسوا ہونا

چون شکم خود را بحضرت در سپرد   گربہ آمد پوست دنبہ را ببرد

یعنی جب بیٹ نے اپنے کو حضرت حق میں سونپ دیا تو ایک بلی آئی اور پوست دُنبہ کو لیگئی۔

از پس دُنبہ دویدا و می گریخت کودک از ترس عتابش رنگ ریخت

یعنی لڑکا اوس کھال کے پیچھے دوڑا اور بھاگا اور اوس (شیخی باز) کے خوف سے اوسکا رنگ (رو) جاتا رہا یعنی جب بلی لے گئی تو اوسکا لڑکا بہت دوڑا اور اوسے چھیننے کو بھاگا۔ مگر وہ بلی لے ہی گئی تو اوس بچے نے سوچا کہ ابا مجھے مارینگے اسلئے اوسنے یہ کیا کہ۔

آمد اندر انجمن آن طفل خورد آبروئے مرد لافی را ببرد

یعنی وہ چھوٹا بچہ محفل مین آگیا اور اوس شیخی باز آدمی کی آبرو ریختہ کردی۔ اسلئے کہ۔

گفت آن دُنبہ کہ ہر صبحے بران چرب میکردی لبان و سبلتان

یعنی اوسنے کہدیا کہ وہ کھال جس سے ہر صبح کو تم لب اور مونچھیں چکنی کیا کرتے تھے

گربہ آمد ناگہانش در ربود بس دویدیم و نکرد آن جہد سود

یعنی بلی آئی اور ناگہان اسکو لے گئی ہم بہت دوڑے مگر اوس کوشش نے کچھ فائدہ نہ کیا۔

پہلوان در لاف گرم و ذوقناک چون شنید این قصہ شد از غم ہلاک

یعنی پہلوان شیخی مین سرگرم اور ذوقناک تہا جب اوسنے یہ قصہ سُنا تو مارے غم کے قریب بہ (ہلاک) ہوگیا اسلئے کہ ساری قلعی کھل گئی۔

منفعل شد در میان انجمن سر فرو برد و خمش گشت از سخن

یعنی وہ محفل مین شرمندہ ہوگیا اور سر جہکا کر بات کرنے سے خاموش رہگیا۔

خندہ آمد حاضران را از شگفت رحمہاشان باز جنبیدن گرفت

یعنی حاضرین کو (اول تو طبعی طور پر) تعجب سے ہنسی آگئی پھر اونکے رحم نے جنبش شروع کی مطلب یہ کہ اول تو سب کو اوسکی اس حرکت پر ہنسی آگئی مگر پھر اوسکی حالت پر رحم آیا۔ کہ دیکھو شریف آدمی ہے آجتک شرافت کے مارے اپنی حالت کو ظاہر نہ کرتا تھا اب کیا تھا اب تو یہ حالت ہوتی کہ۔

دعوتش کردند و سیرش داشتند تخم رحمت در زمینش کاشتند

یعنی وہ اوسکی دعوت کرتے تھے اور اوسکو خوب پیٹ بھر کر رہتے تھے اور اوسکی زمین میں تخم رحمت بوتے تھے یعنی اوسکے ساتھ خوب سلوک کرتے تھے۔

او چو ذوقے راستی دید از کرام بے تکبر راستی را شد غلام

یعنی اوسنے جب کریموں سے راستی کا مزہ دیکھا تو بے تکبر کے راستی کا غلام ہوگیا یعنی جب اوسنے دیکھا کہ اصل حالت کے ظاہر ہوجانے سے ایسے ایسے انعامات ہوتے ہیں اوسنے پھر ہمیشہ راستی ہی اختیار کرلی آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔ ۲۰

راستی را پیشہ خود کن مدام تا شوی در ہر دو عالم نیک نام

یعنی ہمیشہ اپنا پیشہ راستی کو بنالو تاکہ دونوں عالم میں نیکنام رہو پس اسکو ختم کرکے آگے اوس شغال کا قصہ پورا فرماتے ہیں۔

شرح حبیبی

آن شغال رنگ رنگ اندر نہفت بر بنا گوش ملامت گر بگفت

بنگر آخر در من و در رنگ من یک صنم چون من ندارد خود شمن

چون گلستان گشتہ ام صد رنگ خوش
مر مرا سجدہ کن از من سر مکش

کر و فر و آب و تاب و رنگ بین
فخر دنیا خوان مرا و رکن دین

مظہر لطف خدائی گشتہ ام
لوح شرح کبریائی گشتہ ام

اے شغالان ہین مخوانیدم شغال
کے شغالے را بود چندین جمال

آن شغالان آمدند آنجا بجمع
ہمچو پروانہ بگرد اگرد شمع

جملہ گفتندش چہ خوانیمت جوہری
گفت طاؤس نرچون مشتری ۲۱

پس بگفتندش کہ طاؤسان جان
جلوہا دارند اندر گلستان

تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے
بادیہ نارفتہ چون گوید منے

بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا
پس نۂ طاؤس خواجہ بوالعلا

خلعت طاؤس آید ز آسمان
کے رسد از رنگ دعوہا بدان

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش
برتر از موسے پریدہ از زریش

او ہم از نسل شغال مادہ زاد — در خم مالے و جاہے اوفتاد

ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد — سجدۂ افسوسیان را او بخورد

گشت مستک آن گدائے ژندہ دلق — از سجود و از تحیہ ہائے خلق

مال مار آمد کہ در وے زہرہاست — وآن قبول و سجدۂ خلق اژدہاست

ہائے اے فرعون ناموسی مکن — تو شغالے ہیچ طاؤسی مکن

۲۲ سوئے طاؤسان اگر پیدا شوی — عاجزی از جلوہ و رسوا شوی

موسی و ہارون چو طاؤسان بدند — پر جلوہ بر سر و رویت زدند

زشتیت پیدا شد و رسوائیت — سرنگون افتادی از بالائیت

چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب — نقش شیرے رفت پیدا گشت کلب

اے سگ گرگین زشت از حرص و جوش — پوستین شیر را بر خود مپوش

غرۂ شیرت بخواہد امتحان — نقش شیر و آنگہ اخلاق سگان

اے شغال بے جمال بے ہنر ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر

زانکہ طاؤسان کنندت امتحان خوار و بے رونق بمانی در جہان

ضمنی مضمون سے فارغ ہوکر پھر قصہ شغال کیطرف عود فرماتے ہین اور کہتے ہیں کہ جب اوس گیدڑ نے آگے بڑہکر اعتراض کیا تو اوس رنگین گیدڑ نے چپکے سے اوسکے کان پر منہ رکھکر کہا کہ تو مجھے اور میری رنگ کو دیکھکر بتا کہ کسی بُت پرست کے پاس ایسا خوبصورت بُت ہے دیکھ تو سہی میں باغ کی طرح صد رنگ اور پسندیدہ و مرغوب ہوگیا ہون تو مجھسے سرکشی مت کر اور مجھے سجدہ کر تو میری شان و شوکت میری چمک دمک اور میرے رنگ کو دیکھ اور مجھے دنیا اور رکن دین کہہ مین عنایت حق سبحانہ کا مظہر ہوں اور اوسکی کبریائی و عظمت و جلال کی شرح کی تختی ہوں کہ مجھسے اوسکی عظمت اوسکا جلال ظاہر ہوتا ہے اے گیدڑو دیکھو مجھے گیدڑ نہ کہنا بہلا کہیں گیدڑ مین بھی یہ خوبصورتی ہوتی ہے یہ تقریر سنکر سب گیدڑ اوسکے چاروں طرف یوں جمع ہوگئے جیسے شمع کے گرد پروانہ اور سب نے کہا کہ اچھا جناب ہم آپ کو کیا کہا کریں اوسنے کہا ”طاؤس نر چون مشتری“ اسپر اونہوں نے کہا کہ طاؤسان عالم جان یعنی اہل اللہ گلشن عالم مین اپنے عجیب و غریب جلوے دکہلاتے ہیں تو ایسے جلوے دکہا سکتا ہے اوسنے جواب دیا کہ نہیں۔ واقعی بات ہے یہ بیچارہ جنگل تک تو گیا نہیں منا کی حالت کیا بیان کر سکتا ہے یعنی اوسکو تو عالم جان کی ہوا بھی نہیں لگی پھر اہل اللہ کے سے جلوے کیا دکہا سکتا ہے اسکے بعد کہا اچھا ان طاؤسون کی بولی بول سکتا ہے اور حقایق و معارف بیان کر سکتا ہے کہا نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ توبس تو جناب آپ احمق ہین اور طاؤس نہیں ہو سکتے واقعی بات یہ ہے کہ خلعت طاؤسی آسمان کی طرف سے ملتی ہے یعنی جسکو حق سبحانہ مقرب بنائیں وہی مقرب ہو سکتا ہے اور تیرے رنگین دعوون سے یہ دولت حاصل نہیں ہو سکتی محض مدعی تقرب حق کی ایسی مثال ہے جیسے فرعون نے اپنی ڈاڑہی میں موتی پروئے تھے اور اپنے گدہے پن سے اپنے کو موسٰے علیہ السلام سے بالاتر سمجہتا تھا بات یہ تھی کہ وہ بھی کسی گیدڑی کی اولاد سے تہا اور

۲۳

مال و دولت کے مٹکے میں گر کر اپنی حقیقت کو بھول گیا تھا پس جس نے اوس جاہ و مال پر نظر کی اوس نے اوسکو سجدہ کیا اور ایسے ہی احمق لوگوں کا مسجود اوسے کہا گیا کیونکہ وہ دولت ابدی سے محروم مخلوق کے سجدوں اور اونکی تعظیموں سے مغرور ہوگیا اور یہ بنا ہوئی اوسکی تباہی کی واقعی بات یہ ہے کہ مال تو ایک سانپ ہے جو اپنے اندر سیکڑوں زہر رکھتا ہے لیکن جاہ اور بھی آفت ہے کہ یہ اژدہا ہے یہ مال سے بھی زیادہ تباہ کن ہے دیکھہ اے فرعون معزز مت بن اور اپنی حقیقت کو مت بھول۔ تو گیدڑ ہے طاؤس مت بن اگر تو اصلی طاؤسوں کے سامنے آئے گا اور اہل اللہ سے تیرا مقابلہ ہوگا تو تو اونکی سی پہبن نہ دکھا سکے گا اور ذلیل ہوگا۔ دیکھہ حضرت موسے اور حضرت ہارون حضرت حق کے اصلی طاؤس تھے اونہوں نے تجھے اپنا جلوہ دکھایا اور تو اونکا مقابلہ نہ کرسکا لہذا تیرا قبح اصلی ظاہر ہوگیا اور تو رسوا ہوگیا اور بلندی سے پستی میں سر کے بل گر گیا جب تو کسوٹی پر کسا گیا تو کھوٹے سونے کی طرح تیری سیاہی ظاہر ہوگئی اور وہ شیرانہ صورت جاتی رہی اور اندر سے کتا نکل آیا۔ پس اے خارشتی کتے اور اے مدعی کاذب تو حرص اور جوش طمع سے شیر کی کہال پہنکر شیر ہونے کا دعوی مت کر اور اہل اللہ کی صورت بنا کر ولایت کا مدعی نہ بن امتحان چاہتا ہے کہ تیرے اندر شیر کی غرش ہو یعنی اہل اللہ کے اوصاف ہوں حالانکہ تجھہ میں یہ نہیں بلکہ صورت تو شیر کی ہے اور اخلاق کتوں کے یعنی ظاہر تو تیرا اہل اللہ کا سا ہے اور باطن سگان دنیا کا سا پھر تجھے شیر حق اور ولی کون مان لیگا دیکھہ او بدصورت اور بدسیرت گیدڑ اور او مدعی کاذب خبردار اپنے کو طاؤس اور ولی اللہ نہ سمجھہ بیٹھنا اسلئے کہ اصلی طاؤس یعنی اہل اللہ تجھے آزمائیں گے اور تو دنیا میں ذلیل اور بے آبرو ہوگا

شرح شبیری

اوس گیدڑ کا دعویٰ طاؤسی کرنا جو کہ رنگ کے مٹکے مین گر پڑا تھا

آن شغال رنگ رنگ اندر نہفت ‌ ‌ ‌ بر بنا گوش ملامت گر بگفت

(باقی آئندہ)

وعلم فی القلب فذالك علم
النافع فیه تقسیم العلم الی ما
علی اللسان المحض و دل التقابل
علی کونه غیر نافع والی ما فی
القلب وسماه نافعا وهذا
هو التفسیر للعلم الظاهر
الذی یذمه القوم ای ما هو
الظاهر المحض لا یصل اثره
الی القلب والحدیث نص
فی ذلك -

الحدیث اذا رأیتم الرجل
قد اوتی صمتا وزهدا الحدیث
ابن ماجه من حدیث خلاد
باسناد ضعیف وتمامه فی
الاحیاء فاقتربوا منه فانه
یلقن الحکمة اھ **تنبیه** ۔
حیث اقول فیما بعد تمامه
فمرادی من الاحیاء ولا اکرره

الحدیث من عمل بما
علم ورثه الله علم ما لم
یعلم ابو نعیم فی الحلیه

کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا) اور ایک علم
ہے قلب میں (یعنی اس کا اثر قلب پر ہو) سو یہ علم
نافع ہے **ف** اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں
کی طرف ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو اور مقابلہ اسکا
علم نافع کے ساتھ اس کے غیر نافع ہونے پر دلالت کرتا ہے
اور دوسرا وہ علم جو قلب میں ہو۔ اور اس کو نافع فرمایا
ہے۔ اور یہی (قسم اول) تفسیر ہے علم ظاہر کی جسکی
صوفیہ مذمت کیا کرتے ہیں۔ جو ظاہر محض ہو جس کا
اثر قلب پر نہ پہنچا ہو کہ قلب میں محبت و خشیت وغیرہ
پیدا کرے۔ اور حدیث اس مطلب میں صریح ہے۔

حدیث جب تم دیکھو کسی شخص کو کہ اسکو خاموشی
اور زہد عطا کیا گیا ہے الخ اس کو ابن ماجہ نے ابن
خلاد کی حدیث سے اسنادِ ضعیف کے ساتھ روایت
کیا ہے۔ اور پورا مضمون احیاء میں اس طرح ہے کہ ایسے
شخص سے قریب ہوا کرو۔ کیونکہ اس کو حکمت (یعنی
علم حقائق) کی تلقین کی جاتی ہے فقط (منجانب اللہ)
تنبیہ آگے جہاں تمامہ کا لفظ کہونگا وہ احیاء سے
ہوگا۔ اب احیاء کا نام بار بار نہ لونگا۔

حدیث جو شخص اپنے اس علم پر عمل کرتا ہے جو اسنے
حاصل کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا علم عطا فرماتا ہے
جو اس نے حاصل نہیں کیا۔ اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں

ذم العلم الظاهر المحض

۹

من حديث انس وضعفه
الحديثان اصل لما
يسمونه العلم الباطن
الذي يترتب على
العمل ولا دخل فيه
للدرس -

الحديث لا يزال العبد
يتقرب الي بالنوافل حتى
احبه فاذا احببته كنت
له سمعا وبصرا متفق عليه
من حديث ابي هريرة بلفظ ۱۰
كنت سمعه وبصره وهو
في الحلية كما ذكره المؤلف
من حديث انس بسند
ضعيف اه والذي ذكره
المؤلف كنت سمعه الذي
يسمع به الحديث قلت
في المشكوة عن البخاري فكنت
سمعه الذي يسمع به وبصره
الذي يبصر به ويده التي
يبطش بها ورجله التي يمشي بها

انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی
کہا ہے - یہ دونوں حدیث اصل ہیں اس کی جسکو
علم باطن کہتے ہیں جو عمل پر مرتب ہوتا ہے اور
جس میں درس تدریس کو کچھ دخل نہیں (چنانچہ
ورث کے لفظ میں اس کے غیر مکتسب ہونے کی
طرف اشارہ ہے) -

حدیث (حق تعالے کا ارشاد ہے کہ) بندہ برابر
نوافل کے ذریعہ سے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا
ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں
پھر جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا
سمع و بصر ہو جاتا ہوں - روایت کیا اس کو بخاری
و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضہ کی روایت سے ان
الفاظ سے کنت سمعہ وبصرہ اور وہ حلیہ میں مولف
کے الفاظ (کنت لہ سمعا وبصرا) کے موافق حضرت
انس کی روایت سے بسند ضعیف وارد ہے اور مولف
نے جو ذکر کیا ہے یہ الفاظ ہیں کنت سمعہ الذی یسمع بہ
الحدیث - میں کہتا ہوں کہ مشکوٰۃ میں بخاری سے
یہ ہے کہ میں اس کا سمع بن جاتا ہوں جس سے
وہ سنتا ہے اور اس کا بصر ہو جاتا ہوں جس سے
وہ دیکھتا ہے اور اس کا دست و پا ہو جاتا ہوں
جس سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے

وما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی من اداء ما افترضت علیہ والحدیث اصل لاصطلاحی الصوفیۃ قرب الفرائض وقرب النوافل وقد ذکرت حقیقتھما و کون العنوانین موافقا للحدیث فی کلید مثنوی ومسائل المثنوی

الحدیث لما تلا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمن یرد اللّٰہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام الحدیث الحاکم والبیھقی فی الزھد من حدیث ابن مسعود وتمامہ فقیل لہ ما ھذا الشرح فقال ان النور اذا قذف فی القلب انشرح لہ الصدر وانفسح قیل فھل لذالک من علامۃ قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم نعم التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ

اور شروع کا جزو حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے کسی عمل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک ادائے فرض سے زیادہ محبوب ہو۔ **ف** اور یہ حدیث اصل ہے صوفیہ کے ان دو اصطلاحوں کی قرب فرائض و قرب نوافل۔ اور میں نے ان دونوں کی حقیقت اور ان دونوں عنوانوں کا حدیث کے موافق ہونا کلید مثنوی و مسائل مثنوی میں ذکر کیا ہے

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہدایت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں الخ اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعود رض کی روایت سے نقل کیا۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہے تو اس کے سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپ نے فرمایا ہاں دار الغرور (دنیا) سے ہٹ جانا۔ اور دار الخلود (آخرت) کی طرف متوجہ ہو جانا۔ اور موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیار ہو جانا **ف** اس حدیث میں

قرب الفرائض و قرب النوافل

۱۱

اثبات للنور الباطنی و اثبات بعض الاحوال الوهبية وفيه بعض علامات الکاملين

الحديث الشيخ فی قومه کالنبی فی امته ابن حبان فی الضعفاء من حديث ابن عمرؓ وابو منصور الديلمی من حديث ابی رافع بسند ضعيف قلت المراد بالشيخ الکبير السن لا المرشد لکون هذا الاطلاق مستحدثا ومن ثم اورده الغزالی فی بيان شرف العقل وقال فی علته ليس ذلك لکثرة ماله ولا لکبر شخصه ولا لزيادة قوته بل لزيادة تجربته التی هی ثمرة عقله اھ نعم يثبت هذا المعنی من حديث العلماء ورثة الانبياء رواه ابو داؤد والترمذی وابن ماجه وابن حبان فی صحيحه من حديث ابی الدرداء کما ذکر فی التخريج قلت

نور باطنی کا اثبات ہے اور نیز بعض احوال موہوبہ کا اثبات ہے اور نیز اس میں کاملین کی بعض علامات مذکور ہیں۔

حدیث پیر اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں روایت کیا اس کو ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں ابن عمرؓ کی روایت سے بسند ضعیف میں کہتا ہوں کہ پیر سے مراد پیرانہ سال (بوڑھا) ہے نہ کہ (پیر بمعنی) مرشد کیونکہ یہ اطلاق جدید ہے (زمانہ نبوی میں نہ تھا اس لئے یہ معنے مراد نہیں ہو سکتے) اور اسی لئے امام غزالی رح اس کو شرف عقل کے بیان میں لائے ہیں اور اس کی وجہ میں یہ کہا ہے کہ یہ فضیلت نہ اس کی کثرت مال کے سبب ہے نہ اس کے عظیم الجثہ ہونے کے سبب نہ زیادت قوت کے سبب بلکہ زیادتی تجربہ کے سبب ہے جو کہ اس کی عقل کا ثمرہ ہے اھ (یہ تقریر صاف دلالت کرتی ہے مدعائے مذکور پر) البتہ یہ مضمون (فضیلت مرشد کا) ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابوالدرداء کی روایت سے جیسا کہ تخریج عراقی میں مذکور ہے اور نیز میں

۱۲ تحقیق معنی الشیخ فی قومہ واثبات فضل اہل ارشاد
تحقیق شیخ فی قومہ و فضیلت اہل ارشاد

التکشف عن مہمات التصوف

حکیم الامتہ مجدد الملتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی کی تصوف کی حقیقت مین نہایت ضروری کتاب

جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ مین داخل ہو کر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کشائی فریمیسن یعنی فریمیسن کی تحقیق علاج وساوس جلد دوم ملخص الانوار والتجلی اس مین تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غرا کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما تیعلق بالروح اسمین روح کے متعلق حکمائے متقدمین و متاخرین صوفیہ کے مذاہب بیان فرمائے ہین اور ان مین جو مذاہب باطل ہین انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب و ثواب کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل و مفصل بیان فرمایا ہی جلد سوم اسکے دو جزو ہین اول رسالہ مسائل المثنوی ہی اسمین کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود و معنی ابن الوقت و ابوالوقت و مسئلہ عینیت و غیریت طرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرما کر جمع فرمایا ہی جلد چہارم لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رح کے دیوان (حافظ) کی ردیف خا رتک کی شرح ہے جسمین سلوک و تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شروح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہی جلد پنجم اسکے تین جزو ہین اول جزو حقیقتہ الطریقہ ہے اس مین تیرہ باب ہین جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہین اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہین اخلاق۔ احوال۔ اشغال۔ تعلیمات۔ علامات۔ فضائل۔ عادات۔ رسوم۔ مسائل۔ اقوال۔ توجیہات۔ اصلاح۔ متفرقات

ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے۔ حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال و رسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔ دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ النکت الدقیقیہ ہے اس مین بعض وہ مضامین ہیں جن کو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے انکو احادیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہین معلوم ہو سکتی۔ ضخامت ۵۲۰ صفحات تقطیع ۲۲/۲۹ کاغذ سفید قیمت صرف چار روپے۔ المشتہر:- محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

خریداران الہادی کو خوشخبری

ایک بہت ہی عمدہ اور دلچسپ مضمون کا اس رسالہ مین اضافہ کیا جاویگا یعنی امیر الروایات فی حبیب الحکایات بھی ماہ شعبان کے پرچہ سے انشاء اللہ تعالےٰ درج کیا جایا کرے گا۔ اسمین اکابر سلسلہ کی حکایات ہین اور حاشیہ مین حضرت حکیم الامۃ مدظلہم العالی کے تحریر فرمودہ فوائد ہین۔ جس سے اس مجموعہ کی شان دوبالا ہو گئی ہے جن حضرات کو بزرگان دین کی حکایات سننے کا شوق ہے۔ انکے سامنے تعریف کی حاجت نہین۔ اور حضرت حکیم الامۃ مدفیوضہم نے جو کچھ نتائج اور فوائد ان سے نکالے ہین وہ محتاج بیان نہیں۔ عیان راچہ بیان۔ اس مجموعہ کا اضافہ ہونا ہی بہت کچھ خوشی کا باعث ہے لیکن مزید بران موجب مسرت یہ ہے کہ مضامین موجودہ مین سے کسی کے صفحات کم نہیں ہونگے بلکہ اسکے لئے چار صفحات کا اضافہ کیا جاویگا۔

(مدیر)